تعلیم الایمان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ. (الزمر:٦٧)

اوران لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی قدر ہی نہیں پہچانی جیسا کہ اس کی قدر پہچاننے کا حق تھا۔

صفتِ الٰہی

اَلْعَلِیْمُ

پر غور وفکر کا طریقہ

مؤلف

عبداللہ صدیقی

(ریسرچ اسکالر آف ایمانیات)

زیر سرپرستی

مولانا محمد سراج الہدیٰ ندوی ازہری

مفتی محمد شعیب مظاہری

ناشر

عظیم بک ڈپو دیوبند، یوپی، انڈیا۔

حق طباعت غیر محفوظ

(بغیر کسی تبدیلی کے چھپوانے کی عام اجازت ہے)

نام کتاب:۔ صفتِ الٰہی اَلْعَلِیْم میں غور وفکر کا طریقہ

مرتب:۔ عبداللہ صدیقی

زیر سرپرستی:۔ مولانا محمد سراج الہدیٰ ندوی ازہری 9849085328
(مفسر قرآن ومصنف: ''آسان ترجمہ وتفسیر قرآن'')

مفتی محمد شعیب مظاہری 9640213661
(خطیب مسجد وزیر النساء، احمد نگر)

سنہ طباعت:۔ ۲۰۲۲ء مطابق ۱۴۴۳ھ

تعداد اشاعت:۔ 300

کمپیوٹر کتابت:۔ محمد کلیم الدین سلمان قاسمی۔9963770669

ناشر:۔ **عظیم بکڈپو**، دیوبند، یوپی۔

اس کتاب کے علاوہ دوسرے اسماءِ الٰہی میں غور وفکر کے لئے ہماری کتاب تعلیم الایمان کے تمام حصے پڑھئے اور ایمان بالکتب، ایمان بالرسالۃ، ایمان بالآخرۃ، ایمان بالقدر (تقدیر) پر شعوری اور عقلی اعتبار سے ایمان پیدا کرنے کیلئے ''ایمانِ مفصل کو سمجھانے کا طریقہ'' پڑھئے، اس کے علاوہ اولاد کو مسلمان بنانے اور لڑکیوں کو شادی سے پہلے باشعور بنانے والی دونوں کتابیں ضرور پڑھئے اور اپنے خاندان میں تحفہ دے کر دعوتِ دین کا حق ادا کیجئے۔
عظیم بکڈپو دیوبند یوپی سے نصف قیمت پر کتابیں حاصل کرسکتے ہیں۔

مدارسِ اسلامیہ کو ان کی خواہش پر ایک نسخہ تحفۃً دیا جائے گا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ تعالیٰ کی صفت اَلْعَلِیْمُ میں غور وفکر

اللہ تعالیٰ اکیلا ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے۔

وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ٥ (البقرہ:۲۹) وہ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔

یہ اللہ تعالیٰ کی عظیم الشان صفت ہے، اللہ تعالیٰ ہی علم کا منبع اور خزانہ ہے، اس کا علم ذاتی ہے، کسی کا عطائی نہیں، وہ خود سے علیم ہے، اس کو کسی نے علم نہیں سکھایا اور نہ دیا، ساری مخلوقات کو اپنے ہی علم میں سے عطا کرتا ہے، ساری مخلوقات اس کے علم کی محتاج ہیں، اس لئے مخلوقات میں جتنا بھی علم ہے وہ ان کا ذاتی علم نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ ہے۔

اللہ تعالیٰ اکیلا ہر مخلوق کا مکمل علم رکھتا ہے، اس کے علاوہ کوئی علم والا نہیں، ہر مخلوق کو جو بھی علم ہے وہ اسی کا عطا کردہ ہے، اسی کی دین ہے، اگر وہ علیم نہ ہوتا تو کائنات کی مخلوقات اپنی اپنی ذمہ داریاں ادا نہ کرسکتی تھیں، اپنی صفت علم پر یقین کامل پیدا کروانے کے لئے اس نے انسانوں کی ہدایت کے لئے آخری وحی الٰہی کا جو علم نازل کیا ہے جس کی کوئی مثل اور مثال ہی نہیں، جس میں گزرے ہوئے زمانے کے انسانوں کی اور موجودہ زمانے کے انسانوں کی حالت اور مرنے کے بعد آخرت میں گزرنے والے جنتی اور دوزخی انسانی زندگی کو پیش کرکے انسانوں کو آخرت کی تیاری کی تعلیم اور زندگی کا مقصد سمجھایا یہ تعلیم دنیا کی کسی کتاب میں نہیں، اللہ کی اس آخری وحی پر غور کرنا چاہیے، چودہ سو سالوں سے کوئی اس علم کی تین آیتوں جیسی آیتیں نہ بنا سکا، ہر وہ انسان جس نے قرآن مجید کے علم سے فائدہ اٹھایا وہ دنیا کا بہترین انسان بن گیا، جو دوسرے انسانوں کے لئے نمونہ اور مثال بن گیا، چودہ سو سال سے اس علم کے ہر ہر لفظ اور آیت پر علم کے خزانے نکلتے ہی جارہے ہیں، کوئی یہ دعویٰ نہیں کرسکتا کہ اس نے قرآن مجید کا حق ادا کردیا، اس کے اس نازل کردہ علم کی آیات پڑھنے، سمجھنے اور عمل کرنے کی روحانیت ہی الگ ہے، مسلم تو مسلم غیر مسلم بھی صرف آیات

سن کر متاثر ہوجاتے ہیں، انسانوں کو اس کی برکات اور نورانیت نظر آتی ہے۔

اللہ کی صفت علیم پر حق الیقین پیدا کرنے کے لئے انسانوں کو اللہ نے جو سائنسی علوم عطا فرمائے اس پر غور کرنا ہوگا، جو اللہ کے علم کے سامنے رتی برابر اور ذرہ برابر کی بھی حیثیت نہیں رکھتے، انسان اللہ کے عطا کردہ سائنسی علم سے ترقی کر کے دنیا کی مختلف چیزوں پر ریسرچ کر رہا ہے اور حیرت میں مبتلا کرنے والے کام انجام دے رہا ہے اور طرح طرح کی حیرت میں ڈالنے والی مشینیں ایجاد کر رہا ہے، جس کا ہم تفصیل سے ذکر نہیں کر سکتے، جانداروں کی تقدیر پر ہم کچھ غور کریں گے۔

تقدیر کیا ہے؟ دراصل اللہ تعالیٰ کی صفت علم ہی کا اظہار ہے، اللہ کی اپنی مخلوقات کے بارے میں ابتداء سے انتہاء تک کی معلومات کا نام تقدیر ہے، اللہ کی بحیثیت خالق کائنات ہونے کے مخلوقات کا مکمل علم رکھنا ضروری ہے، اگر وہ اپنی مخلوقات کی ابتداء سے انتہاء تک کا علم نہ رکھے تو اس کی قدرت ناقص ہوجاتی، اس میں اور انسانوں میں فرق باقی نہ رہتا، خالق ومخلوق میں کوئی فرق نہ رہتا، مثلاً انسان کو یہ معلوم نہیں رہتا کہ کل دنیا میں کیا واقعات ہونے والے ہیں، کون پیدا ہونے والا ہے اور کون مرنے والا ہے، انسان واقعات ہونے کے بعد سب جانتا ہے، اگر اللہ بھی واقعات ہونے کے بعد سب جانے تو اس کے علم میں اور انسان کے علم میں برابری ہوجاتی، اس لئے اللہ علیم ہونے کے ناتے کائنات کی ابتداء سے انتہاء تک کا علم رکھتا ہے، اس صفت پر کامل یقین پیدا کرنے کے لئے انسانوں کے علم اور معلومات پر غور کرو۔ (مثال رہبری کے لئے برابری کے لئے نہیں)

انسان کو اللہ نے معمولی عقل وفہم عطا کی اور دنیا کے مختلف علوم بھی انسانوں کی سہولت اور زندگی گذارنے کے لئے سکھائے، انسان اللہ ہی کے علوم سے فائدہ اٹھا کر کئی کئی سال کی اڈوانس جنتری اور کیلنڈر بناتا ہے اور دنیا میں آگے آنے والے سالوں کے بارہ مہینوں، تاریخوں اور دنوں کو جنتری میں بتلاتا ہے، اس جنتری میں انسان آئندہ آنے والے مہینوں میں کونسا دن کس تاریخ کو آئے گا، کس تاریخ کو سورج آسمان پر کب طلوع

ہوگا اور دنیا سے کس وقت غروب ہوگا، آسمان پر سورج گہن کب لگے گا، چاند گہن کب لگے گا، کتنی دیر تک گہن رہے گا، رمضان کا چاند کس تاریخ کو نظر آئے گا، محرم کا مہینہ کس تاریخ اور کس دن سے شروع ہوگا، برسات کا موسم کس تاریخ سے شروع ہوگا، کونسے ملک میں مانسون کب آئیں گے، آسمان پر دُم دار ستارہ کب کتنی دیر نظر آئے گا، سردیوں اور گرما کے دنوں میں کونسی کونسی تاریخوں کو سورج کب طلوع ہوگا اور کب غروب ہوگا، ہوا کے غلاف میں شگاف کہاں پڑا ہے اور اس سے سورج کی زہریلی شعاعیں آ کر دنیا میں کیا کیا نقصانات کریں گی، فلاں سیارہ فلاں تاریخ کو فلاں سیارے سے ٹکرائے گا اور خلاء میں دھماکہ ہوگا، یہ سب چیزیں آسمانوں پر ہوتی ہیں، جنہیں انسان اللہ ہی کے علم سے سیکھ کر اپنی جنتریوں اور خبروں سے اڈوانس اور پیشگی اطلاع دیتا ہے، انسانوں کے تمام کاروبار، حکومتیں، حکومتوں کے دفاتر، اسکولس، کمپنیاں، سب اسی کیلنڈر سے چلتے رہتے ہیں، اللہ نے یہاں تک انسانوں کو موقع دیا کہ وہ دو چار دن پہلے طوفانوں کے آنے کا حال معلوم کر لیتے ہیں، دو چار گھنٹوں پہلے حکومت زلزلے آنے کی خبریں نشر کرتی ہیں، ڈاکٹر حاملہ عورتوں کے پیٹ میں ایامِ حمل کے دوران لڑکا ہے یا لڑکی بتلا دیتے ہیں اور زچگی کب ہوگی؟ کونسا مہینہ چل رہا ہے، ۹ ر مہینے کب مکمل ہوں گے؟ کس مہینہ میں زچگی ہوگی؟ ڈاکٹر اپنی علمی تحقیق سے یہ سب بتلا دیتے ہیں۔

جب انسان زمین پر رہ کر معمولی دماغ اور ناقص علم رکھ کر اللہ ہی کے دئے ہوئے تھوڑے سے علم سے فائدہ اٹھا کر آسمان پر ہونے والے تغیرات بتلا سکتا ہے، تو اللہ تعالیٰ جو علم کا خزانہ ہے، اس کو اپنی مخلوقات کے بارے میں پیشگی علم رہنا کونسے تعجب کی بات ہے؟ بیشک وہ علیم ہونے کے ناتے یہ جانتا ہے کہ کونسا انسان کب پیدا ہوگا؟ کب مرے گا؟ کیا کیا عمل کرے گا؟ کونسا جانور کتنے انڈے دے گا؟ ان انڈوں میں کتنے انڈے کون کون کھائیں گے اور کتنے انڈوں سے بچے نکلیں گے اور کتنے ضائع ہوں گے؟ کونسے جانور سے کتنا گوشت نکلے گا اور کون کون لوگ وہ گوشت کھائیں گے اور اس گوشت سے کتنے

انسانوں کو صحت ملے گی؟ کتنوں کو نقصان اور بیماری ملے گی؟ کون کونسے درخت کو کتنے کتنے دن دنیا میں رہنا ہے؟ وہ کتنے کتنے پھل، پھول دیں گے؟ اوران پھلوں اور پھولوں کو کون کونسے جانور اور کتنے جانور اور کونسے انسان کھائیں گے اوران کو کون کھائیں گے؟ کتنے پھل خراب ہوجائیں گے؟ پھران درختوں سے کتنے بیج نکلیں گے؟ ان بیجوں سے کتنے کھیت اور باغات میں درخت اور پودے نکلیں گے؟ ان کو کتنے پتّے، ڈالیاں، پھول اور پھل لگیں گے؟ پھران سے کتنے پھل، غلہ اورترکاریاں نکلیں گی؟ کونسا پھل، ترکاری اور غلہ کونسا انسان اورکونسا جانور کھائے گا؟ دنیا میں کتنے انسان کب کب پیدا ہوں گے؟ کب کب مریں گے اورکونسی دوا سے کس کو صحت ملے گی اور کس کو موت آئے گی؟ کون دنیا میں ایمان لائے گا اورکون شرک کرے گا؟ کون کامیاب ہوگا اورکون ناکام؟ کس کے پاس کتنی دولت ہوگی؟ کون غریب ہوگا؟ کس انسان کو کتنی اولاد ہوگی؟ بے شک اللہ کو علیم ہونے کے ناتے اپنی مخلوقات کے بارے میں یہ سب علم رکھنا لازم ہے، ورنہ اس کے علم میں اور انسانوں کے علم میں فرق ہی باقی نہیں رہے گا۔

پھر یہاں یہ بات بھی یادرکھئے کہ انسان اپنی جنتری سے جتنی چیزیں اڈوانس بتلا رہا ہے تو آسمان پر حالات اس جنتری میں بتلانے کی وجہ سے نہیں ہوتے؛ بلکہ وہ اپنے علم سے یہ سب بتلاتا ہے، اسی طرح اللہ چونکہ مخلوقات کی ابتداء سے انتہاء تک کا علم رکھتا ہے، اس نے اسی علم کو تقدیر بنایا، لیکن انسان دنیا میں جو کچھ کررہا ہے اپنے آزادی واختیار سے کر رہا ہے، اللہ کو علیم ہونے کے ناتے یہ سب جانکاری لازم ہے، وہ کسی سے زبردستی نہ گناہ کرواتا ہے اورنہ زبردستی سزا دیتا ہے، انسان کو اللہ کی صفت علیم پر کامل یقین کرکے قرآن مجید سے پورا پورا فائدہ اٹھا کر اپنی آخرت بنانے کی بھرپور کوشش کرنی چاہئے۔

قرآن مجید نے جتنی چیزیں حرام کی ہیں اور جتنی حلال رکھی ہیں سائنس بہت ساری باتوں کی تصدیق کررہی ہے، ان کے فائدے اورنقصانات سے اسلام کی سچائی کی تائید کر رہی ہے، اللہ نے اپنے نبیوں کے ذریعہ اورقرآن مجید کے ذریعہ قیامت سے پہلے قیامت

کی بہت ساری نشانیاں بتلائی ہیں، جو دن بہ دن سچی ثابت ہورہی ہیں، حشر کے میدان کے حالات بتلائے ہیں، جنت اور دوزخ کے حالات بتلائے ہیں، دنیا میں جتنے لوگ سائنسداں ڈاکٹر اور انجینئر بن رہے ہیں وہ اللہ ہی کے علم سے فائدہ اٹھا کر بن رہے ہیں، چاہے وہ سائنس کا علم ہو یا جغرافیہ کا علم یا حساب کا علم ہو، سب اللہ ہی کا علم ہے، دنیا میں جتنی بولیاں بولی جاتی ہیں وہ سب اللہ کی سکھائی ہوئی ہیں، بولیوں میں انسانوں کی بولیاں ہوں یا جانوروں کی یا فرشتوں کی سب بولیاں جاننے والا اور سننے والا اللہ ہی ہے۔

جب انسان اللہ تعالیٰ ہی کو علیم مانے گا تو کسی کو بھی سوائے اللہ کے علمِ غیب رکھنے والا نہیں مانے گا اور علیم کے علم پر کامل بھروسہ کر کے اسی کے مطابق اپنی زندگی گزارے گا، صرف علیم ہی کے علم پر عمل کرنے سے عزت، راحت، کامیابی، مقام اور مرتبہ ملنے کا تصور رکھے گا، زندگی کے ہر شعبہ پر علیم ہی کے علم سے صحیح راستہ کی ہدایت اور رہنمائی تلاش کرے گا، انسان دنیا میں چاہے کتنا ہی قابل بن جائے، اگر وہ اللہ کو علیم مانتا ہے تو اپنے علم پر غرور و تکبر نہیں کرے گا اور نہ عالم بن کر اکڑے گا، لوگوں نے حضرت موسیٰؑ سے سوال کیا کہ سب سے زیادہ علم والا اِس وقت کون ہے؟ انہوں نے اللہ کے پیغمبر ہونے کے ناتے سیدھے سادھے طریقہ پر یہ جواب دیا کہ میں ہوں! حالانکہ پیغمبر ہونے کے ناتے یہ جواب صحیح تھا، مگر اللہ نے ان کے کلام پر گرفت فرمائی اور تربیت فرمائی اور یہ تعلیم دی گئی کہ 'اللہ بہتر جانتا ہے' کہنا چاہئے، رسول ﷺ کو سورہ کہف پر مشرکین مکہ کے سوالات کے جواب دینے پر انشاء اللہ کے الفاظ کہنے کی تعلیم دی گئی اور سمجھایا گیا کہ بغیر اللہ کے علم کے کسی چیز کو بھی علم نہیں ملتا، قرآن مجید اللہ کا سب سے بڑا معجزہ ہے، اس لئے کہ اللہ نے رسول ﷺ کو بے پڑھا لکھا رکھ کر ایسا کلام نازل کیا جس کا چودہ سو سالوں سے کوئی انسان جواب نہ لا سکا، ہر قوم ہر ملک ہر زمانے کے لوگ قرآن مجید کے علم سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکے، انسان رات دن عربی کے الفاظ بولتا ہے، عربی میں تقاریر کرتا ہے، عربی الفاظ میں لکھتا پڑھتا ہے، شاعری کرتا ہے، دفاتر، کمپنیوں اور حکومت کے کاروبار عربی زبان ہی میں

ہوتے ہیں، جس طرح انسان مٹی سے اینٹ، برتن، دیوار اور گھر بناتا ہے اور زمین سے پیداوار اُ گاتا اور درختوں کے پھلوں، ترکاریوں اور غلّوں کو کھا کر ان سے طاقت وقوت حاصل کرتا ہے، مگر وہ جس طرح مٹی سے جاندار انسان بنانے پر قاصر، مجبور اور محتاج ہے، اسی طرح عربی کے الفاظ سے علیم کے اتارے ہوئے اس کلام مجید کی طرح کلام بنانے میں قاصر، مجبور اور محتاج ہے، اللہ نے قرآن مجید اور حدیث کے ذریعے جو علم دیا ہے اس سے اللہ تعالیٰ کا صحیح تعارف اور اس کی پہچان اور دنیا کے بعد والی زندگی کی تیاری اور انسانوں کے آپس میں حقوق، جانوروں کے حقوق اور مختلف شعبوں کے آداب، حرام اور حلال چیزوں کا تذکرہ اور گزری ہوئی قوموں کی نافرمانیاں اور ان کے نیک لوگوں کے اعمال صالحہ کے تذکرے، میدان حشر، جنت اور دوزخ کے حالات یہ سب بتلائے، جو کہ کسی دوسرے مذہب کے پاس نہیں ہیں، دنیا میں اللہ کو علیم جاننے کا سب بڑا ذریعہ قرآن مجید ہے اور اس کی تفصیل رسول اللہ ﷺ کی احادیث ہیں۔

ایمان والے کو اللہ کی صفت علیم پر ایمان رکھتے ہوئے یہ سوچنا چاہئے کہ اس کا مالک علم کا منبع اور خزانہ ہے، وہ تمام مخلوقات کو ہدایت اور رہنمائی کرتا ہے، اس نے انسانوں میں مسلمانوں کو رسول اللہ ﷺ کے ذریعہ آخری وحی قرآن مجید عطا کر کے دنیا کے دوسرے انسانوں کی رہنمائی کرنے کی ہدایت دی ہے، گویا تمام انسانوں میں مسلمانوں کو ہدایت اور رہنمائی کے لئے چنا ہے، اب ایمان والوں کا کام ہے کہ وہ دنیا میں اس علم کو لے کر اللہ کی صفت علیم کی نقل کرتے ہوئے دنیا کے تمام انسانوں کو صحیح راستے کی رہنمائی وہدایت کریں اس لئے کہ علیم کی صحیح ہدایت ورہنمائی انہیں کے پاس ہے، وہ اگر علیم کے علم کو دنیا کے غیر مسلموں تک نہیں پہنچائیں گے تو بہت بڑے مجرم بن جائیں گے اور دنیا کی دوسری قومیں اندھیروں میں بھٹکتی پھرتی رہیں گی، علیم کے ساتھ صحیح وفاداری یہ ہے کہ اس کے نازل کئے ہوئے علم پر عمل کیا جائے اور اس سے ناواقف بندوں کو اس کے علم سے واقف کروایا جائے اور اسی علم سے علیم کا صحیح تعارف کروا کر علیم پر ایمان لانے کی دعوت

دی جائے، یہ نہیں کہ خود اللہ کو علیم مان کر بیٹھ جائیں۔

انسان یا کسی مخلوق کے بس میں یہ ہے ہی نہیں کہ وہ ماضی حال اور مستقبل کا علم جانے، کوئی بھی اپنی مقصدِ زندگی اور ذمہ داریوں کو اپنے دماغ اور فہم سے نہیں جان سکتا، انسان اللہ کے بارے میں اپنی عقل وفہم سے نہیں جان سکتا، کونسی چیز نیکی اور کونسی چیز گناہ ہے؟ یہ بھی نہیں جان سکتا کہ حق کیا ہے؟ باطل کیا ہے؟ حرام اور حلال کیا ہے؟ مرنے کے بعد والی زندگی کا کوئی علم اللہ کے بتائے بغیر نہیں جان سکتا، چنانچہ جو انسان پیغمبر کی تعلیمات سے فائدہ نہیں اٹھاتے وہ علیم کے علم سے بہت دور زندگی گذارتے اور دنیا سے ناکام، گھاٹے اور خسارے کے ساتھ واپس ہوتے ہیں۔

☆ سورۂ انعام، آیت: ۵۹ میں ہے:۔ ''بحر و بر میں جو کچھ ہے سب سے وہ واقف ہے، درخت سے گرنے والا کوئی پتہ ایسا نہیں جس کا اسے علم نہ ہو، زمین کے تاریک پردوں میں کوئی دانہ ایسا نہیں جس سے وہ باخبر نہ ہو، خشک وتر سب کچھ ایک کھلی کتاب میں لکھا ہوا ہے، وہی ہے جو رات کو تمہاری روحیں قبض کرتا ہے اور دن کو جو کچھ تم کرتے ہو اسے جانتا ہے، پھر دوسرے روز وہ تمہیں اسی کاروبار کے عالم میں بھیج دیتا ہے تاکہ زندگی کی مقررہ مدت پوری ہو، آخر کار اسی کی طرف تمہاری واپسی ہے، پھر وہ تمہیں بتادے گا کہ تم کیا کرتے رہے ہو''۔

☆ سورۃ الرعد، آیت: ۸ میں ہے:۔ ''اللہ ایک ایک حاملہ کے پیٹ سے واقف ہے، جو کچھ اس میں بنتا ہے اسے بھی وہ جانتا ہے، جو کچھ اس میں کمی بیشی ہوتی ہے اس سے بھی وہ باخبر رہتا ہے، تم میں سے کوئی شخص خواہ زور سے بات کرے یا آہستہ، اور کوئی رات کی تاریکی میں چھپا ہوا ہو یا دن کی روشنی میں چل رہا ہو، اس کے لئے سب یکساں ہے، ہر شخص کے آگے پیچھے اس کے مقرر کئے ہوئے نگراں لگے ہوئے ہیں، جو اللہ کے حکم سے اس کی دیکھ بھال کر رہے ہیں''۔

☆ سورۂ لقمان، آیت: ۳۴ میں ہے:۔ ''اس گھڑی کا علم اللہ کے پاس ہے، وہی بارش برساتا ہے، وہی جانتا ہے ماؤں کے پیٹوں میں کیا پرورش پا رہا ہے، کوئی جاندار نہیں جانتا

کہ کل کیا کمائی کرنے والا ہے اور نہ کسی شخص کو یہ خبر ہے کہ کس سرزمین میں اس کو موت آنی ہے، اللہ ہی سب کچھ جاننے والا اور باخبر ہے''۔

سورۃ النجم، آیت: ۳۲ میں ہے:۔''وہ تمہیں اس وقت سے خوب جانتا ہے جب اس نے زمین سے تمہیں پیدا کیا اور جب تم اپنی ماؤں کے پیٹوں میں جنین ہی تھے''۔

اللہ تعالیٰ جیسا علیم کوئی بھی نہیں!

اس کے علیم ہونے کی باریک بینی یہاں تک ہے کہ سمندروں میں کتنا پانی ہے، پانی سے کتنے بخارات بن رہے ہیں، ریگستانوں میں ریت کے کتنے ذرات ہیں، ہر درخت میں کتنے پتے ہیں، کونسا بیج زمین کے کس حصہ میں پڑا ہے، بارش سے کتنے قطرے برستے ہیں، کونسا جاندار کب پیدا ہوگا، کب تک دنیا میں رہے گا اور کب مرے گا، حاملہ جانداروں کے پیٹ میں کون پرورش پا رہا ہے، وہ دنیا میں آ کر نیک بنے گا یا بد بنے گا، مکمل بن کر دنیا میں آئے گا یا نامکمل، زندہ پیدا ہوگا یا پیدا ہونے سے پہلے ہی مر جائے گا، وہ زندگی میں ایمان کا اقرار کرے گا یا انکار، اس کے علم کی باریکی یہاں تک ہے کہ انسانوں کے دلوں میں کونسے خیالات پیدا ہو رہے ہیں، ان خیالات کے ذریعہ عمل کی نیت اور جذبات کیا ہیں، وہ انسان کن کن راحتوں میں رہے گا اور کن کن مصیبتوں میں مبتلا ہوگا۔

جو انسان مر جاتا ہے، جل جاتا ہے یا اُسے پرندے کھا لیتے ہیں، اللہ تعالیٰ بحثیت علیم وخبیر ہونے کے یہ جانتا ہے کہ اس کے ذرات کہاں کہاں پڑے ہیں، سمندر کی تہہ میں یا مچھلیوں کے پیٹ میں یا کسی جانور کی غذا بن کر پیٹ میں یا آگ میں راکھ بن کر یا مٹی میں دب کر پڑے ہیں، اللہ کے علم کو کوئی سمجھ ہی نہیں سکتا، اس کو علیم نہ سمجھنے کی وجہ سے انسان دوبارہ زندہ ہونے اور حساب لینے کا انکار کر دیتا ہے۔

وہی اکیلا یہ علم رکھتا ہے کہ دنیا کب تک قائم رہے گی اور قیامت کب آئے گی، سب کا علم سوائے اللہ کے کسی کو نہیں ہے، نہ فرشتوں کو، نہ پیغمبروں کو اور نہ کسی ولی کو یہ علم دیا گیا ہے۔

اللہ کو علیم وخبیر نہ سمجھنے سے نفاق پیدا ہوتا ہے

دنیا میں کوئی انسان منافق بن کر رہے اور مسلمانوں کو اپنے مسلمان ہونے کا دھوکہ دیتا رہے تو وہ اللہ کے پاس اور اللہ کے علیم ہونے میں اور آخرت میں اپنے نفاق کو چھپا نہیں سکے گا، اگر وہ دنیا میں نماز، روزہ اور مال خرچ کر کے مسلمان ظاہر کرے تب بھی وہ اللہ سے بچ نہیں سکتا، اللہ تعالیٰ علیم وخبیر ہے، منافقین اللہ تعالیٰ کو علیم نہ سمجھنے کی وجہ سے نفاق میں مبتلا ہو جاتے ہیں، وہ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں کے حالات اور خیالات نہیں جانتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: منافق میں دو خصلتیں ہوتی ہیں: ایک دین کی سمجھ سے محروم رہتا ہے، دوسرے اخلاق بہت خراب ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے علم کے سامنے انسان کے علم کی کوئی حقیقت نہیں

وَمَا أُوتِيتُم مِّنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًاo (الاسراء: ۸۵) اور تم کو بہت تھوڑا علم دیا گیا ہے۔

حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے یہ عرض کیا جس کا مفہوم ہے کہ میرے اور آپ کے علم کی مثال اللہ جل شانہ کے علم کے مقابلے اس چڑیا کے چونچ کے پانی کی طرح ہے جو کشتی پر بیٹھ کر سمندر میں سے اپنی چونچ میں کچھ قطرے پانی کے لے لے، گویا اس کی چونچ میں جتنا پانی جاتا ہے اور اس سے سمندر کے پانی میں کچھ کمی بھی نہیں ہوتی، اس لئے اللہ کے علم اور بندوں کے علم کی مثال ایسی ہی ہے، اللہ کے علم کے مقابلے انسان کے علم کی کوئی مناسبت اور تقابل ہی نہیں ہے۔

انسان پیدائشی اَن پڑھ ہونے کی صفت رکھتا ہے، سارے کے سارے انسان اُمّی ہیں، اللہ تعالیٰ جب اس کو ماں کے پیٹ سے باہر نکالتا ہے تو وہ کچھ بھی نہیں جانتا، دل ودماغ ہونے کے باوجود کچھ بھی نہیں سمجھ سکتا، نہ خیر وشر جانتا ہے اور نہ اچھے بُرے کی تمیز رکھتا ہے، یہاں تک کہ کپڑوں میں بول وبراز کر لیتا ہے اور اپنے ہاتھ اس گندگی میں ملوث کر لیتا ہے، پھر جوان ہونے تک آہستہ آہستہ علم حاصل کرتا ہے، مگر جب بوڑھا ہو جاتا ہے تو دماغ میں بھول پیدا ہو کر پھر بچے جیسا بن کر سارا علم بھول جاتا ہے، یہاں تک کہ اپنے بچوں کے نام

تک بھول جاتا ہے، اگر انسان کو اپنی یہ حالت یاد رہے تو وہ کبھی علم حاصل کر کے غرور وتکبر نہیں کرتا، اپنے علم کو ناقص سمجھتا، اللہ کا دیا ہوا علم حاصل کر کے اس کو اپنا ذاتی علم سمجھنا اور اس پر غرور وتکبر کرنا یہ اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے مدّ مقابل سمجھنا اور اللہ کے ساتھ شرک کرنا ہے۔

اگر انسان صرف اللہ تعالیٰ ہی کو علیم سمجھے تو وہ کبھی غرور وتکبر نہیں کرتا، جس طرح درخت کو پھل آنے کے بعد اس کی ڈالیاں جھک جاتی ہیں' اسی طرح علیم کا علم آجانے کے بعد انسان میں تواضع، انکساری، خاکساری اور خشوع وخضوع آجاتا ہے۔

ساری مخلوقات کو وہ علم کیوں دیتا ہے؟

اللہ تعالیٰ نے دنیا کو عمل کرنے کی جگہ بنایا اور مختلف مخلوقات کو مختلف کاموں کے لئے پیدا کیا، اس لئے کہ دنیا دارالاسباب ہے، ایک مخلوق سے دوسری مخلوق کی ضرورت مخلوق ہی سے پوری کرنے کا نظام رکھا ہے، اسی صورت میں ہر مخلوق کو اپنی اپنی زندگی گذارنے کے اصول اور طریقے اور ذمہ داریوں کا علم دینا ضروری تھا، ورنہ وہ مخلوق اپنی نہ زندگی کی حفاظت کرسکتے تھے اور نہ ذمہ داریاں ادا کرسکتے تھے، اللہ تعالیٰ کی اطاعت و بندگی میں اس کے احکام اور مرضی کے مطابق زندگی گذارنے کے لئے ہر مخلوق کو ان کے کاموں کے متعلق علم دینا بہت ضروری تھا، انسانی بادشاہ صفت علیم کی نقل میں اپنی حکومت کے تمام اداروں کو اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے کے لئے قانون وضابطہ بنا کر پابند کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کو علم دینے کا کیا نظام وطریقہ رکھا

اللہ تعالیٰ مخلوقات کو علم دینے کے تین طریقے رکھے:

(۱) حواس خمسہ آنکھ، کان، ناک، زبان، ہاتھ۔ (۲) عقل وفہم (دل و دماغ)۔ (۳) وحی اور الہام۔ ان تینوں طریقوں میں حواسِ خمسہ اور عقل وفہم محدود علم دے سکتے ہیں، مکمل علم نہیں دے سکتے، اور پھر یہ صحیح یا غلط علم بھی دے سکتے ہیں، ان کے غلط علم دینے کی وجہ سے انسان گمراہ ہوسکتا ہے۔

مثلاً بخار میں زبان غذا کو کڑوی اور یرقان میں آنکھ کو ہر چیز پیلی نظر آتی ہے، پانی

میں ٹھہری ہوئی لکڑی آنکھوں کو ٹیڑھی نظر آتی ہے، عقل سے انسان سورج کو ایک فٹبال کی طرح سمجھتا ہے، اس کی گولائی اور طاقت کا اندازہ نہیں لگا سکتا، روپئے پیسے اور دولت کا استعمال خواہشات نفسانی کے پورا کرنے اور شراب، زنا، جوا اور عیش وعشرت میں کرتا ہے، اور بہت ساری چیزیں غلط بھی سمجھتا ہے، یہ دونوں ذرائع محدود اور ناقص ہیں، وحی کا علم ہی اصل علم ہے، جو اللہ تعالیٰ کی صفت علیم لامحدود صفت سے دنیا میں نازل ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ کے علم میں کوئی غلطی وخرابی اور نقص نہیں ہے، وہی علم انسان کو صحیح راستہ بتلاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے دنیا میں کتنے قسم کا علم نازل فرمایا

اللہ تعالیٰ نے چونکہ دنیا کو دارالاسباب بنایا اور انسان کو مختلف مخلوقات کو استعمال کرنے کے لئے ان سے ضرورتیں پوری کرنے کا نظام وطریقہ رکھا، اس لئے اس نے دنیا کی چیزوں کو صحیح استعمال کرنے والا علم نازل کیا جسے انسان سائنس وٹکنالوجی اور حساب و جغرافیہ کا علم کہتا ہے اور دوسرا انسان کی اخلاقی وروحانی تربیت کے لئے وحی الٰہی کا علم نازل کیا جس سے انسان اپنی آخرت سنوار سکتا ہے اور دنیا سے کامیاب جا سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو فرشتوں کے مقابلے کس چیز سے افضلیت دی؟

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کے بعد جب فرشتوں نے کہا کہ آپ ایک ایسی مخلوق کو اختیارات دے کر زمین پر آباد کر رہے ہیں جو خون، قتل وفساد کرے گی؛ حالانکہ ہم آپ کی پاکی وتسبیح اور حمد وثنا رات دن بغیر لمحہ ضائع کئے کر رہے ہیں، اس پر اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو دنیا کی تمام چیزوں کے ناموں اور کاموں کی تعلیم دی، اور بتلایا کہ افضلیت عبادات کے ساتھ ساتھ علم حاصل کرنے اور شر کی طاقت رکھ کر خیر پر چلنے سے حاصل ہوگی، اللہ تعالیٰ نے قیامت تک آنے والے انسانوں کی ارواح کو آدم کی صُلب سے نکالا اور داخل کر دیا، لہٰذا وہ سارا علم آہستہ آہستہ حضرت آدمؑ کی اولاد میں منتقل ہوتا چلا گیا، اسی فضیلت پر فرشتوں کو سجدہ کا حکم دیا۔

وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَآئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْا إِلَّآ إِبْلِيْسَ أَبٰى وَاسْتَكْبَرَ

وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِيْنَ o (البقرہ: ۳۴) ''اور (اس وقت کا تذکرہ سنو) جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو، چنانچہ سب نے سجدہ کیا' سوائے ابلیس کے کہ اس نے انکار کیا اور متکبرانہ رویّہ اختیار کیا اور کافروں میں شامل ہو گیا۔''

اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے حضرت آدمؑ کو دنیا کی چیزوں کا علم دیا

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْأَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلَآئِكَةِ فَقَالَ أَنبِئُونِي بِأَسْمَآءِ هٰؤُلَآءِ إِنْ كُنتُمْ صَادِقِيْنَ o (البقرہ: ۳۱)

ترجمہ: اور آدم کو (اللہ نے) سارے کے سارے نام سکھا دئے، پھر ان فرشتوں کے سامنے پیش کیا اور (اُن سے) کہا: اگر تم سچے ہو تو مجھے ان چیزوں کے نام بتلاؤ۔

اللہ تعالیٰ حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کے بعد دنیا میں بھیجنے سے پہلے حضرت آدمؑ کو دنیا کی تمام چیزوں کا علم اور تعارف کروایا اور قیامت تک آنے والے انسانوں کو ان کی صلب سے نکال کر عہد الست میں اپنی پہچان کروائی اور پھر آدم کی پشت میں داخل کر دیا، اس طرح انسانوں کے باپ پیدائشی طور پر اللہ تعالیٰ سے دنیا کی چیزوں کے بارے میں جانکاری رکھ کر دنیا میں پوری روشنی اور ہدایت کے ساتھ آئے۔

حضرت آدمؑ کو تخلیق کے بعد علم سکھانے سے ان کی اولاد کو کیا فائدہ ہوا؟

رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا o (طٰہٰ: ۱۱۴) اے اللہ! میرے علم میں مزید ترقی عطا فرما۔

اللہ تعالیٰ نے علیم ہونے کی حیثیت سے دو قسم کا علم دنیا میں نازل کیا اور تمام انسانوں کو مکمل آزادی دی تا کہ وہ ان علوم سے فائدہ اٹھائیں، چنانچہ جس طرح رزق کو مسلم اور غیر مسلم دونوں کے لئے عام رکھا، اسی طرح اپنے نازل کردہ علم سے دونوں انسانوں کو فائدہ اٹھانے کی آزادی دے رکھی ہے، اب جو انسان جس علم کو حاصل کرنے کی محنت کرے گا' جس علم سے فائدہ اٹھائے گا اس کو اس علم میں ترقی حاصل ہو گی، اور وہ اپنی زندگی دنیا میں سکون و آرام سے گذار سکے گا، ان دونوں علوم میں سب سے بڑا اور سب سے اعلیٰ اور کامیابی دلانے والا علم وحی الٰہی کا علم ہے۔

دنیا کا کوئی انسان جب سائنس دان بن کر اللہ کی توفیق سے کوئی مشین بناتا ہے تو اس مشین کی پوری حالت اور ضرورت کا علم رکھتا ہے، اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کی تخلیق کے بعد قیامت تک آنے والے تمام انسانوں کو ان کی صُلب سے نکالا اور پھر صُلب ہی میں داخل کر دیا، اور اپنی صفات ہادی وحکیم (ہدایت دینے والا اور حکمت والا) سے حضرت آدمؑ کو دنیا کی تمام چیزوں کا تعارف کروایا اور حضرت آدمؑ کو دنیا میں بھیج کر ان کی اولاد کو دنیا میں رکھنے کا منصوبہ بنایا، تو انسان دنیا میں آ کر دنیوی علوم اور مخلوقات کا علم حاصل کرنے کی سخت ضرورت محسوس کرنے لگا، اگر انسان دنیا کی چیزوں کی حقیقت سے واقف نہ ہوتا تو ان سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا تھا، چنانچہ دنیا میں انسان آنے کے بعد جیسا جیسا انسانوں کو مختلف زمانوں میں زندگی گذارنے کے سامان اور مخلوقات سے فائدہ اٹھانا ضروری تھا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کی تخلیق کے وقت حاصل کردہ علم سے ان کی اولاد کو الہام کے ذریعہ فائدہ پہنچا رہا ہے اور آدمؑ کی اولاد میں وہ علم آہستہ آہستہ ہر زمانے کی ضرورت کے لحاظ سے سائنس کی ترقی کے نام پر اللہ تعالیٰ علیم ہونے کے ناطے منتقل کر رہا ہے۔

اور ہر زمانے میں حضرت آدمؑ کی ساری اولاد انہیں سے سیکھے اور جانے ہوئے علم سے دنیوی علم سائنس وٹکنالوجی کے ذریعہ ریسرچ کر کے مخلوقات کی حقیقت اور ان سے فائدے اٹھانے کا علم الہام سے دریافت کر رہی ہے، اللہ تعالیٰ اس علم کو حاصل کرنے کے لئے ایمان والوں اور غیر ایمان والوں کو آزادی دے رکھی ہے جو اس علم کو حاصل کرنے کی محنت کرے گا وہ دنیا میں مختلف مخلوقات سے فائدہ اٹھا کر اور اپنے لئے آسان زندگی گذارنے کے لئے نئے نئے سامان اور چیزیں وغیرہ بنا کر اللہ کی صفت تخلیق کی نقل کرے گا۔

چنانچہ ہر زمانے میں انسان اللہ تعالیٰ کے راء مٹیریل سے صفت تخلیق (پیدا کرنے والا، ایجاد کرنے والا) کی نقل میں نئے نئے چیزیں ایجاد کر رہا ہے، اللہ ہر زمانے کی انسانی ضرورتوں کے مطابق انہیں سائنس وٹکنالوجی میں اپنی صفت ہادی کے الہام سے ہدایت و رہنمائی دے کر نئی نئی چیزیں تخلیق کرنے کے قابل بنا رہا ہے۔ بقول علامہ اقبالؒ ؎

کافر کی یہ پہچان ہے کہ آفاق میں گم ہے ☆ مؤمن کی یہ پہچان ہے کہ گم اس میں ہے آفاق

حضرت آدمؑ کے جنت میں رہنے سے اولاد کو کیا فائدہ ہوا؟

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ اور حضرت حواؑ کو اپنی حکمت سے جب جنت میں رکھا تو اُن دونوں نے جنت کی تمام نعمتوں سے فائدہ اٹھایا، وہ وہاں عمدہ سے عمدہ لباس، شاندار محلات، پلنگ، مسہری، گدّے، صوفے، قالین، تیز رفتار سواریاں، ایک سے ایک لذتوں والی غذائیں، گھروں کی سجاوٹ، چمن، باغات، خوبصورت قسم کے سامان اور جنت کی شان کے مطابق سب کچھ دیکھے ہیں اور استعمال کئے ہیں۔

چنانچہ دنیا میں انسان جو ان کی اولاد اور نسلیں ہیں ان میں ہلکی پھلکی دھندلی سی جنت ہی کی تہذیب وتمدن منتقل ہوکر پیدا ہوئی اور وہ بھی دنیا کی زندگی میں اپنے رہن سہن میں وہ ہلکی تہذیب کو اختیار کرتا ہے جو حضرت آدمؑ وحوا سے منتقل ہوتی آرہی ہے، جب ان سے غلطی ہوگئی تو وہ سب چیزوں سے محروم ہوگئے، لباس اتر گیا اور پتوں سے جسم کو چھپالیا، اگر انسان بھی گناہ میں مبتلا رہے اور علم حاصل نہیں کرتا' وہ بے ڈھنگی اور جنگلی تہذیب و تمدن، ناپاکی اور گندگی کے ساتھ زندگی گذارتا ہے۔

افسوس انسان صرف اپنی دنیا کی مختصر و عارضی زندگی کو اعلیٰ تہذیب وتمدن میں گذارنے کا شوقین بننا چاہتا ہے، مگر اپنی روحانی اور اخلاقی زندگی میں جنگلی پن اور شیطانی اعمال رکھتا ہے اور جانوروں سے بھی زیادہ گیا گذرا بنا ہوا ہے، ظاہر میں تو گھروں کو پاک و صاف رکھتا ہے، ظاہر میں کپڑے پاک وصاف رکھتا ہے مگر اندر جسم کو اور کپڑوں کو بول و براز اور گندگی لگائے پھرتا ہے اور روحانی طور پر بیمار رہتا ہے۔

اللہ کے سوا کسی میں علم ہی نہیں کہ وہ مخلوقات کی رہنمائی کرسکے

عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ . (الحشر: ۲۲) وہ چھپی اور کھلی ہر بات کو جاننے والا ہے۔

وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ . (البقرہ: ۲۵۵) اور وہ لوگ اس کے

علم کی کوئی بات اپنے علم کے دائرے میں نہیں لا سکتے، سوائے اُس بات کے جسے وہ چاہے۔

تمام انبیائے کرامؑ اللہ رب العزت ہی کے علم کے محتاج تھے، جب تک وہ اللہ سے ہدایت حاصل نہ کرتے مجبور رہتے تھے، اگر اللہ تعالیٰ اپنا علم نازل نہ کرتا تو انسان ناکارہ اور پریشان اور تکالیف میں مبتلا ہو کر زندگی گذارتا تھا، نہ اس کو روحانی ترقی کا راز معلوم ہوتا اور نہ دنیا کی چیزوں کا صحیح استعمال اور ان کی جانکاری حاصل ہوتی تھی۔

اللہ تعالیٰ کے سوا کسی بھی مخلوق فرشتے یا بڑے سے بڑے دانشور میں وہ علم اور صلاحیتیں ہی نہیں جن سے وہ کائنات کی تمام مخلوقات کی حقیقت کو سمجھ سکیں، ان کے استعمال اور حفاظت کے طریقے جان سکیں اور ان کی ضرورتوں اور ذمہ داریوں کا علم دے سکیں اور ان کی پرورش کے طریقوں اور حالات کی مصلحتوں کو سمجھا سکیں، اللہ کے علاوہ کوئی بھی کسی مخلوق کی صحیح ہدایت ورہنمائی نہیں کرسکتا، صحیح وغلط، حق و باطل اور پاک و ناپاک نہیں سمجھا سکتا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے علم سے انسان کی روحانی، دینی اور دنیوی دونوں ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے ایک طرف وحی الٰہی کے ذریعہ علم عطا کیا اور دوسری طرف دنیا کی چیزوں کے استعمال کرنے کے لئے سائنس وٹکنالوجی کے نام پر علم دیا، مگر انسان صرف ظاہر میں دنیا کے علوم سے فائدہ اٹھانا چاہتا ہے، وحی کے علوم کے ذریعہ اپنی دنیا وآخرت میں روحانی زندگی اور اعمال صالحہ کو اختیار نہیں کرتا، صرف اعمال صالحہ کی تھوڑی سی تکالیف برداشت نہ کر کے اخلاقِ رذیلہ میں وقتی لذت دیکھ کر اس کا دیوانہ بنا رہتا ہے۔

ہم کیسے سمجھیں کہ مخلوقات میں سب سے زیادہ علم انسان کو دیا گیا؟

اللہ تعالیٰ نے اپنی تمام مخلوقات کو دنیا میں پیدا کر کے ہر مخلوق کو اپنے علم میں سے تھوڑا تھوڑا علم عطا فرمایا، انسان کو چونکہ وہ اشرف المخلوقات ہے سب سے زیادہ علم عطا فرمایا، اس سے کم جنات کو، پھر حیوانات کو، پھر نباتات کو اور پھر دوسری مخلوقات کو عطا کیا۔

فرشتے چونکہ دنیا کے انتظامات کے ذمہ دار بنائے گئے ہیں تو جس فرشتے کو جس کام کی ذمہ داری دی گئی ہے وہ اسی حد تک علم رکھتا ہے، اگر کوئی فرشتہ بارش کا ذمہ دار ہے تو

وہ بارش ہی کی حد تک جانتا ہے، اگر کوئی پہاڑوں کے انتظام پر ہے تو وہ صرف پہاڑوں کی حد تک ہی جانتا ہے، اگر کوئی پیداوار اور نباتات کا ذمہ دار ہے تو وہ اسی کی حد تک علم رکھتا ہے، اگر کوئی روح نکالنے یا صور پھونکنے کا ذمہ دار بنایا گیا تو وہ اسی حد تک علم رکھتا ہے۔

مگر اللہ تعالیٰ انسانوں کو زمین، آسمان، ہوا پانی، حیوانات، نباتات، جمادات، معدنیات، سمندروں اور پہاڑوں، برزخ، میدانِ حشر، جنت، دوزخ اور انسانوں کی تخلیق، فرشتوں اور جنات کا یہاں تک کہ اپنی معرفت کا تھوڑا تھوڑا علم عطا فرمایا ہے، اسی وجہ سے انسان دنیا کی چیزوں کو استعمال کرسکتا ہے اور آخرت کی تیاری بھی کرسکتا ہے، اگر اُسے ان سب چیزوں کا علم نہ ہوتا تو وہ بھی دیگر حیوانات کی طرح ایک حیوان بن کر رہ جاتا۔

پھر اللہ تعالیٰ نے اپنا علم حاصل کرنے اور علم کو سمجھنے کے لئے سب سے زیادہ عقل و فہم عطا کی، ضمیر عطا کیا، نفس عطا کیا، خیر اور شر کی تمیز دی، وحی الٰہی نازل کیا، پیغمبروں کو مبعوث فرمایا، انسانوں کو جو ایک خون کے لوتھڑے سے پیدا ہوتا ہے بڑا کر کے جوان ہونے کے بعد قلم کو پیدا کر کے لکھنا پڑھنا سکھایا، ان کو علم سکھانے کے لئے پرنٹ میڈیا ایجاد کرنے کی توفیق دی، پھر اسکول، مدرسہ، کالج، یونیورسٹی، استاذ، لکچرر، پروفیسر اور علم کے ماہرین بنایا اور ہر شعبہ کی کتابیں لکھنے اور تیار کرنے کی صلاحیتیں دیں، یہ سب علیم کے علم کا لطف وکرم ہے جو وہ البرُّ (بھلائی کرنے والا) ہونے کی حیثیت سے احسان کر رہا ہے۔

انسان اپنی حکومت کا نظام، دفاتر کا نظام، اداروں کا نظام، حساب کتاب سب علم ہی کی نسبت سے کرتا ہے، چاہے دنیا کی چیزوں کا علم ہو یا وحی الٰہی کا علم ہو، یہ دونوں علم اس کے لئے اللہ کی صفات البرُّ اور المنان (احسان کرنے والا) کا نور ہیں، انسان میں اور جانوروں میں سب سے بڑا فرق عقل کا ہے، جس سے وہ اللہ کی نعمت علم حاصل کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انسانوں پر ضروری علم حاصل کرنا فرض کیا ہے، اگر وہ زندگی کے شعبوں کا علم حاصل کئے بغیر مثلاً نکاح کرے گا، ماں باپ کے ساتھ زندگی گذارے گا، اولاد کی پرورش کرے گا، تجارت و نوکری کرے گا، دوستی و دشمنی کرے گا، مال کمائے گا اور

خرچ کرے گا، حرام وحلال کا علم نہیں رکھے گا' تو اس کی زندگی اور جنگلی انسانوں کی زندگی میں فرق باقی نہیں رہے گا، وہ زندگی کے ہر شعبہ میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی وبغاوت کرے گا اور دنیا سے ناکام جائے گا، عقائد، عبادات، معاشرت، معاملات اور اخلاقیات کا اُسے علم حاصل کرنا ضروری ہے، زندگی کا مقصد اور اللہ تعالیٰ کی پہچان کا علم حاصل کرنا اس پر فرض ہے، تب ہی وہ کامیاب ہوسکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے تمام پیغمبروں کو تمام انسانوں سے بڑھ کر علم عطا فرمایا تھا اور تمام پیغمبروں میں سید المرسلین خاتم الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ علم عطا فرمایا، ظاہر میں آپ ﷺ اُمّی تھے لیکن سب سے زیادہ علم اللہ تعالیٰ نے آپ کو دیا تھا۔

دنیوی علوم سائنس وٹکنالوجی سے انسان کو کس طرح فائدہ اٹھانا چاہئے

اللہ تعالیٰ نے دنیا کے ہر ملک اور ہر خطہ میں انسانوں کو پیدا فرمایا اور ان کو علم حاصل کرنے اور گفتگو کرنے کے لئے الگ زبانیں رکھیں، چنانچہ انگریزی زبان، یا اردو زبان ہندی اور سنسکرت زبانیں' انسانوں کی نہیں' ہندو یا مسلمان یا انگریزوں کی نہیں' یہ اللہ تعالیٰ ہی کے علم کی بخشش، عطا اور حکمت ہے، کہ اس نے انسان کی آپس میں پہچان کے لئے علاحدہ علاحدہ زبانیں رکھیں، اور انسان سائنس وٹکنالوجی کے علم کو اپنی اپنی زبانوں میں ترجمہ کرکے تعلیم حاصل کرتا ہے، ریسرچ کر رہا ہے، اس ریسرچ کے ذریعہ انسان کو چاہئے کہ وہ چیزوں کی حقیقت کو جانے اور چیزوں میں جو اللہ کا کمال اور خوبی ہے اس سے چیزوں کے مالک کی قدرت کو سمجھے اور مالک کو اصل کمال وقدرت والا مانے۔

لیکن انسان چیزوں پر ریسرچ کرکے چیزوں میں کمالات وخوبیاں جان کر اللہ تعالیٰ تک ذہن کو نہیں پہنچا رہا ہے اور چیزوں ہی کا کمال اور خوبی سمجھ رہا ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کے لئے دنیوی سائنس وٹکنالوجی کے علم سے اپنی قدرت کو سمجھنا اور سمجھانا آسان کردیا، مگر انسان دنیوی علم سے صحیح فائدہ نہیں اٹھا رہا ہے، اور دنیوی سائنس کے علم سے دنیا کمانے اور دنیا کی چیزیں بنانے کی حد تک ہی اس علم کو سیکھ رہا ہے، جیسے جیسے انسان سائنس کے علم میں

ترقی کرتا جارہا ہے، اس کو اللہ تعالیٰ کی معرفت ملنا اور سمجھنا آسان سے آسان تر ہوتا جارہا ہے، لیکن وہ انسان وحی الٰہی کی تعلیم سے دور ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کو نہیں مان رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ سائنس کا علم دے کر صفت البرؓ سے انسان کی کیسے مدد کر رہا ہے؟

اللہ تعالیٰ بحیثیت علیم ہونے کے سائنس کے علم میں انسانوں کو ترقی دے کر اپنی صفت البرؓ (بھلائی کرنے والا) سے ہر زمانے اور ہر ضرورت میں مدد کر کے بے انتہا فائدہ اور احسان کیا، کر رہا ہے اور کرتا رہے گا۔

مثلاً پانی میں بھانپ بنانے کی صلاحیت شروع ہی سے اللہ تعالیٰ نے رکھی تھی، مگر آج سے تین سو (۳۰۰) سال پہلے سائنس دانوں نے دیکھا کہ پانی کی بھانپ سے برتن کا ڈھکن اٹھ رہا ہے، اس پر اس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی صفت ہادی سے یہ الہام کیا کہ اس بھاپ سے ہم ریل گاڑی چلا سکتے ہیں، چنانچہ ریل گاڑی بنائی گئی، اور بھاپ سے انجن چلایا گیا، اگر شروع زمانے میں ریل گاڑی ایجاد کرنے کی اللہ تعالیٰ انسان کو صلاحیت دیتا تو اس وقت نہ انسانوں کی آبادی اتنی زیادہ تھی' نہ اس وقت زیادہ لوگ کاروبار اور تجارت کے لئے سفر کرتے تھے، اس لئے اس وقت وہ ریل خالی رہتی، اللہ تعالیٰ نے انسان کو جس وقت ریل کی ضرورت پڑنے لگی' سفر کی مشکلات دور کرنے کے لئے گھوڑا گاڑی، بیل بنڈی کو ہٹا کر انسان کو اپنی صفت تخلیق (پیدا کرنے والا) کے نور سے ریل گاڑی بنانے کی توفیق دی۔

یہی حال موٹر گاڑی، ٹرک، بحری جہاز اور ہوائی جہاز کا ہے، شروع دنیا سے اللہ تعالیٰ نے پٹرول زمین میں رکھا تھا، مگر جیسے جیسے انسانی آبادی بڑھنے لگی انسانوں کو ترکاری، غلہ، اناج، پھل پھلاری اور دیگر سامان شہروں کو منتقل کرنے کی سخت ضرورت پڑی' اللہ تعالیٰ نے اپنی صفت البرؓ (بھلائی کرنے والا) سے احسان کر کے پٹرول کی نشاندہی کی اور پھر صفت تخلیق (پیدا کرنے والا) سے تیز رفتار گاڑیاں بنانے کی توفیق عطا کی، اگر تیز رفتار گاڑیاں اور ٹرک نہ ہوتے تو غلہ اناج پیدا ہو کر سڑ جاتے اور غذا نہ ملنے سے شہر اور گاؤں کے لوگ مر جاتے۔

اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر ایمان لانا' اس کی صفتِ علیم کو ماننا ہے!

ایمانیات کے جز میں ایمان بالقدر لازم اور ضروری ہے، جس نے تقدیر کا انکار کیا وہ ایمان سے خارج ہو جاتا ہے، تقدیر کیا ہے؟ دراصل اللہ تعالیٰ کی صفت علیم ہی کا اظہار ہے؟ تقدیر اللہ تعالیٰ کے علم کی معلومات ہیں، اس نے کائنات کی تخلیق سے پچاس ہزار سال پہلے تمام مخلوقات کی ابتدا سے آخر کے تمام حالات کو لوحِ محفوظ میں لکھ دیا ہے اور انسانوں کو تقدیر پر ایمان لانا لازم اور ضروری شرط قرار دے دیا، گویا تقدیر اللہ تعالیٰ کے صفت علیم کو ماننا اور ایمان لانا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی اکیلا علیم ہے، اگر کوئی تقدیر کا انکار کرے تو وہ اللہ تعالیٰ کی صفت علیم کا انکار ہے، اس انکار سے وہ اللہ تعالیٰ کو ہر چیز کا علم رکھنے والا نہیں مان رہا ہے، اور اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ علم کو صحیح نہیں مانتا اور نہ صحیح سمجھتا ہے، یا تقدیر میں شک کرے تب بھی انسان ایمان سے خارج ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ کے علم کا انکار دراصل جہالت اور گمراہی اور نفس کی پیروی ہے، اللہ تعالیٰ اپنے علیم ہونے کا اقرار تقدیر سے کروا رہا ہے۔

انسان کے لئے اللہ کی سب سے بڑی نعمت وحی کا علم ہے

شروع زمانے سے اللہ تعالیٰ اپنے علوم میں سے انسانوں کی ہدایت و رہنمائی کے لئے وحی کے علم کو نازل کرتا رہا اور ہر زمانے میں صحیفے اور آسمانی کتابیں نازل ہوتی رہیں، لیکن آخر میں تمام کتابوں کا خلاصہ، نچوڑ اور عطر یعنی قرآن کریم کو آخری وحی کی شکل میں نازل کیا، چنانچہ قرآن مجید کے علوم سے تقریباً پندرہ سو سال سے انسانوں کی بہت بڑی تعداد ہدایت و رہنمائی حاصل کر رہی ہے، قرآنی علم دنیا کے تمام علوم کی سردار ہے، اس کی جیسی تین آیتیں بھی آج تک کوئی نہیں بنا سکا۔

اس میں کائنات کی تخلیق' پھر عہد الست میں اراوح کا اقرار، پھر انسانوں کی تخلیق' آسمان پر شیطان کی نافرمانی، پھر انسان اور شیطان کو دنیا میں اتارنے کا ذکر اور انسانوں کے لئے فطری ضابطۂ حیات اور دنیا میں ذمہ داریاں، پھر برزخ، میدانِ حشر، حساب کتاب، اور جنت کے انعامات و جہنم کی سزاؤں کا ذکر ہے، گذری ہوئی قوموں کے تذکرے، حرام و

حلال، ایمانیات وعقائد، عبادات، معاشرت، معاملات، اخلاقیات، معروف ومنکر کے احکام اورنواہی ہیں، جوکسی انسان کے بس کی بات نہیں کہ اس جیسا علم دے سکے۔

قرآن مجید ایسے علوم سے بھرپور ہے جس کے پڑھنے میں نور' جس کے سننے میں نور' جس کے سمجھانے میں نور' جس کے سمجھنے میں نور اور جس پر عمل کرنے میں نور ہی نور بھرا ہوا ہے' جس سے ساری زندگی اور دنیا وآخرت نورانی ہوجاتے ہیں، پھراس کے علوم پر عمل کرنے سے مرنے کے بعد قبر میں نور، پل صراط پر نور، نیکیاں ہی نیکیاں اور اللہ تعالیٰ کی رضا' پھراس کا نورانی دیدار نصیب ہوتا ہے، یہ کتاب ایسے علوم کو لیکر آئی ہے جس سے انسان ذلت سے عزت میں، بے اطمینانی سے سکون میں، بیماری سے صحت مندی میں، گھاٹے اور خسارے سے کامیابی ونجات میں آسکتا ہے، اور قرآن پر عمل کرکے تمام انسانوں میں اپنی علاحدہ شناخت اور ممتاز شخصیت بن جاتا ہے۔

اور جولوگ اس کتاب کے علوم سے جان بوجھ کر یا اس کا انکار کرکے دنیا میں زندگی گذارتے ہیں وہ عزت سے ذلت میں، گندگی وناپاکی والے اخلاقِ رذیلہ کا شکار ہوگئے اور شیطان کی جماعت میں شامل ہوکر اس کے ساتھی بن گئے، اللہ تعالیٰ نے اس کتاب کے ذریعہ ایسے علوم کو نازل کیا ہے جس پر ایمان لاکر عمل کرنے سے انسان کامیاب ہوجاتا ہے، اور اگر انکار کرکے اس کے خلاف زندگی گذارے تو ناکام ہوجاتا ہے، گویا یہ کتاب انسانوں کو کامیابی یا ناکامی دلانے والی کتاب ہے، اور تقریباً پندرہ سوسال سے من وعن جس طرح نازل ہوئی ہے اسی طرح آج تک محفوظ ہے اور قیامت تک اللہ تعالیٰ خود اس کی حفاظت فرمائے گا۔

دنیا کے سارے علوم اس کتاب کے علوم کے سامنے پھیکے اور بے جان ہیں، اور نہ انسان کو اعمالِ صالحہ اور دنیا وآخرت کی کامیابی کی راہ پر ڈال سکتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی صحیح پہچان کروانے والے سارے علوم اس کتاب کے ذریعہ نازل ہوئے ہیں، یہ واحد کتاب ہے جو اللہ تعالیٰ کی صحیح قدرت اور کمالات کا درس دیتی ہے، اور قیامت تک انسانوں کو اسی کتاب کے علوم سے ہدایت ملے گی، یہ ہر زمانے کے انسانوں کے مسائل کو حل کرنے والی

کتاب ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کتاب کے علم اور اپنے پیغمبر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو محفوظ رکھا ہے، چنانچہ انسانوں کے لئے قرآن مجید کا علم اور احادیث کا علم دونوں لازم وملزوم کی حیثیت رکھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ علیم ہے! تو پھر نامۂ اعمال کیوں تیار کروار ہا ہے؟

بیشک اللہ تعالیٰ علیم ہے اور وہ ہر مخلوق کی ابتدا سے آخر تک کا پورا علم رکھتا ہے، اور یہ جانتا ہے کہ کون جنتی ہے اور کون دوزخی، اس کے باوجود وہ انسانوں اور جنات کا نامۂ اعمال تیار کروار ہا ہے، دراصل وہ اپنے علم کی بنیاد پر کسی کو جنت یا دوزخ نہیں دینا چاہتا، اگر وہ اپنے علم کی بنیاد پر جنت ودوزخ دیدے تو دوزخی انسان یہ کہہ سکتا ہے کہ اس نے عمل کیا ہی نہیں، پھر دوزخ میں کیوں ڈالا جارہا ہے؟ اس طرح کا فیصلہ نعوذ باللہ ظلم ہو جاتا۔

اللہ نے انسان کو اچھے اور برے اعمال کرنے کی پوری آزادی اور اختیار دیا ہے، اور ایمان قبول کرنے اور نہ کرنے کا اختیار اور آزادی دی ہے، اور انسانوں کے جسمانی اعضاء اور زمین کو نامۂ اعمال اور گواہ بنارہا ہے، چنانچہ انسان خود اپنے نامۂ اعمال دیکھ کر اس کے ساتھ جو فیصلہ کیا جائے گا وہ مان لے گا کہ اس نے بغاوت و نافرمانی کی زندگی گذاری ہے اس لئے سزا اور جہنم کا مستحق ہے۔

اللہ تعالیٰ کے علیم ہونے کا کمال

عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيرُ الْمُتَعَالِ ○ (الرعد: ۹)

ترجمہ: وہ غائب اور حاضر تمام باتوں کا جاننے والا ہے، اس کی ذات بہت بڑی بلند ہے۔

اللہ تعالیٰ علیم ہونے کے ناطے ہر مخلوق کے عمل کرنے سے پہلے وہ جانتا ہے کہ کل یہ کیا عمل کریں گے، کیا خیالات ان کے دل میں آئیں گے، اور وہ کس نیت اور جذبہ سے عمل کریں گے، اگر مخلوق کے عمل کرنے کے بعد وہ علم حاصل کرے تو پھر اس کے علم میں اور مخلوق کے علم میں برابری ہو جاتی اور اس کا علم ناقص ہو جاتا، انسان کسی بھی چیز کا علم کسی

کے عمل کے بعد جانتا ہے، پہلے نہیں جان سکتا، اس لئے بحثیت خالق ہونے کے اللہ تعالیٰ کو اپنی تمام مخلوقات کے اعمال کا علم پہلے ہی ہونا ضروری ہے، ورنہ دنیا کا نظام درہم برہم ہوجاتا اور اللہ تعالیٰ اپنی قدرت وحکمرانی میں مجبور ہوجاتا۔

مثلاً شیطان کسی انسان کو نفسانی خواہشات کے تحت کسی عورت کی عصمت لوٹنے کی ترغیب دے اور اللہ اس انسان کے اس بُرے ارادے سے واقف نہ رہے تو اللہ کے علم کے بغیر وہ عورت کی عصمت لوٹ لی جاتی، اور عورت کی عصمت لوٹنے کے بعد اللہ کو معلوم ہوتو اللہ کی حکمرانی اور خدائی ناقص ہوجاتی ہے۔

اسی طرح شیطان کسی انسان کو قتل کی ترغیب دے، اللہ اگر پہلے سے انسان کے ارادہ اور خیال سے واقف ہوجائے تو وہ انسان اللہ کے علم کے بغیر قتل میں کامیاب نہیں ہوسکتا، یا اللہ کسی انسان کی حفاظت کرنا چاہتا ہے تو وہ انسان اُسے قتل کرنے میں ناکام ہوجائے گا۔

اس لئے دنیا میں انسانوں کی کامیابی وناکامی، نفع ونقصان، صحت و بیماری، دولت و غربت کے تمام حالات اور ہر اچھے برے اعمال سے اللہ تعالیٰ کا پہلے سے واقف ہونا لازم اور ضروری ہے، ورنہ کائنات کا نظام اللہ کی مرضی کے بغیر چلتا۔ (کتاب: تقدیر پر ایمان لانا پڑھئے)

ہم کیسے سمجھیں کہ اللہ ہر مخلوق کے تمام حالات پہلے سے جانتا ہے؟

دنیا میں اللہ تعالیٰ نے خود انسان کو یہ علم اور صلاحیت دی ہے کہ وہ بہت ساری چیزوں کا علم اڈوانس میں حالات آنے سے پہلے ہی جان سکتا ہے، مثلاً زلزلوں کا آنا، آندھی اور طوفان کا آنا، سورج کا طلوع وغروب ہونا، سورج گہن، چاند گہن کا ہونا، کونسے مہینے کی کس تاریخ کو کونسا دن ہونا، اس دن سورج کب طلوع وغروب ہوگا، اللہ نے حشرات الارض کو بعض پرندوں کو زلزلہ آنے سے کئی گھنٹے پہلی ہی جاننے کی صلاحیت دیا ہے جس کی وجہ سے وہ پہلے ہی اپنے اپنے مقامات چھوڑ کر نکل جاتے ہیں، انسان سال بھر کا کیلنڈر اڈوانس میں تیار کر کے ہر گھر میں رکھنے کے قابل بناتا ہے، کہ کس دن رمضان کا پہلا چاند ہوگا اور عید کب ہوگی، اور کس دن حج کا مہینہ شروع ہوگا، چاند گہن اور سورج گہن کس دن ہوگا اور کب سے کب تک

ہوگا، اس سال بارش زیادہ ہوگی یا کم، وقت پر شروع ہوگی یا دیر سے، مانسون کب آئیں گے۔

جب اللہ کی مخلوق انسان یہ سب کر سکتا ہے تو اللہ اپنی مخلوق کا آخر تک اڈوانس و پیشگی علم نہیں رکھ سکتا؟ بیشک رکھ سکتا ہے، بیشک وہ ہر طرح سے ہر چیز پر قادر ہے، اس نے تقدیر کے ذریعہ ہر ایک مخلوق کی ابتدا سے آخر تک کا علم لوحِ محفوظ میں لکھ کر رکھا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے غلطی اور بھول ہرگز نہیں ہوتی

وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّاo (مریم: ۶۴) اور تمہارا رب ایسا نہیں ہے جو بھول جائے۔

اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جو صفات کمالیہ اور صفات حسنہ کا منبع اور خزانہ ہے، ساری مخلوق کو اس سے علم ملتا ہے، اس کو کوئی علم دینے اور سکھانے والا نہیں ہے، اس کا علم ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا، اس کے علم میں کمی و زیادتی، بھول اور غلطی نہیں ہوتی، اس کی کوئی صفت برائی، عیب، کمزوری اور مجبوری کی نہیں اور نہ گناہ کی تعلیم دینے والی ہے، وہ ہر قسم کی مجبوری اور محتاجی سے پاک ہے، بندوں کو اس نے اپنے ''سبحان'' ہونے کی تعلیم دی ہے، یعنی اللہ تعالیٰ ہر عیب اور ہر نقص سے پاک ہے۔

بعض غیر مسلم اپنے باطل معبودوں کے تعلق سے ہنسی مذاق کے قصے کہانیاں اور ڈرامے بناتے ہیں اور اپنے الٰہ کو بھولنے والا، غلطیاں کرنے والا، ناانصافی کرنے والا بھی بناڈالا، چنانچہ بعض علم سے ناواقف، بے شعور اور کمزور ایمان والے پڑھے لکھے مسلمان ہونے کے باوجود بھی یہ سوال کرتے ہیں اور شیطان ان کو گمراہ کرنے کے لئے یہ خیالات پیدا کرواتا ہے کہ کیا اللہ تعالیٰ غلطی نہیں کرسکتا یا کسی کام کو کرنے میں بھول نہیں سکتا۔

یاد رکھئے! جس ذات میں عیب و نقص ہوتا ہے وہ غلطی کرتی ہے، اس سے بھول اور ناانصافی بھی ہوتی ہے، اور یہ صفات مخلوقات میں ہوتی ہیں، اس لئے کہ ان کی عقلوں میں کمی اور خرابی وضعف پیدا ہوتا رہتا ہے، ہر ایک کی عقل برابر کی نہیں ہوتی، کوئی بہت زیادہ ذہین اور عقلمند ہوتا ہے، کوئی کند ذہن و کم عقل والا ہوتا ہے، اور انسان میں عیب و نقص اور مجبوری و محتاجی ہوتی ہے، وہ علم حاصل کئے بغیر کسی چیز کی حقیقت صحیح نہیں سمجھ سکتا، بعض وقت

علم حاصل کرنے کے باوجود غلط بھی سمجھتا ہے، یا صحیح علم نہ ملنے پر گمراہ بھی ہوجاتا ہے، اس لئے بھولنے، غلطیاں اور گناہ اور ناانصافی کرنے کا تعلق مخلوق سے ہوگا، اللہ تعالیٰ سے نہیں۔

اللہ تعالیٰ مخلوقات کی طرح نہیں، نہ اس کو کہیں سے علم حاصل کرنے کی ضرورت ہے، وہ خود سے علیم ہے اور ہر عیب ونقص سے پاک ہے، اس سے غلطی اور بھول کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، اس کے تعلق سے یہ سوال کرنا اور یہ خیال رکھنا بالکل غلط اور گمراہی ہے، اگر اللہ غلطی کرے یا بھول جائے تو کائنات کا نظام چوپٹ ہوجاتا۔

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی غیب کا علم نہیں رکھتا!

وَعِندَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لاَ يَعْلَمُهَآ إِلَّا هُوَ . (الانعام: ۵۹)

اور اسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں، جنہیں اس کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔

قُل لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ . (النمل ۶۵)

کہہ دو کہ اللہ کے سوا آسمانوں اور زمین میں کسی کو غیب کا علم نہیں ہے۔

سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کو بھی علم غیب نہیں ہے، اللہ تعالیٰ اپنی صفت علیم میں سے کچھ علم جو آگے زمانوں میں آنے والے حالات کا ہے اپنے پیغمبروں کو دیا ہے، اسی طرح آخرت کے حالات، میدان حشر، حساب کتاب، پل صراط، جنت ودوزخ، جزا وسزا کا علم دیا، آخر میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہزراوں باتیں جو قیامت تک دنیا میں ہونے والی ہیں اور آخرت کا بہت سارا علم عطا کیا، مگر بعض لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور غلو میں آکر آئندہ کے حالات سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب رکھنے والا سمجھتے ہیں، حالانکہ غیب کا علم سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کو بھی نہیں ہے اور جو علم آئندہ کے حالات پر اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں کو دیا ہے وہ علم غیب نہیں رہتا، اس لئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا علم غیب ہے جو اس نے اپنے پیغمبروں کو عطا کیا ہے، پیغمبروں کا یہ علم اللہ تعالیٰ کی اطلاع اور خبر ہے۔

اگر انسان اللہ تعالیٰ کے علاہ کسی بھی مخلوق کو غیب کا جاننے والا یا علم غیب رکھنے والا سمجھے تو یہ اللہ تعالیٰ کی صفت میں شرک ہوگا، اس لئے کہ وہی اکیلا علم غیب رکھتا ہے، اسی کو

ماضی، حال اور مستقبل کا مکمل علم ہے، ہم بھی جو گذری ہوئی یا آئندہ کی باتیں جانتے ہیں وہ قرآن وحدیث کی اطلاع اور علم پر جانتے ہیں، ورنہ ہمارے پاس ان باتوں کے جاننے کا کوئی دوسرا ذریعہ ہی نہیں ہے۔

جولوگ عاملوں کے پاس جا کر غیب کی باتیں سنتے ہیں حدیث میں ہے کہ وہ جنات اور شیاطین کی جھوٹی سچی باتیں ہوتی ہیں، ساری باتیں صحیح نہیں ہوتیں، اس لئے عاملوں کے پاس جا کر اپنے عقیدے کو خراب نہیں کرنا چاہئے۔

☆ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبی بننے سے کچھ دیر پہلے بھی نہیں معلوم تھا کہ وہ پیغمبر بنائے جانے والے ہیں، آگ لینے گئے تھے کہ پیغمبری مل گئی، آپ کے کوہِ طور پر ۴۰؍دن قیام کے دوران بنی اسرائیل کے ایک گروپ نے سامری کے کہنے پر بچھڑے کی پرستش شروع کردی جس کا علم اللہ نے آپؑ کو پہاڑ پر ہی دے دیا۔

☆ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ انسان کے کھانا کھانے اور گھروں میں کھانے کے لئے کیا کیا ذخیرہ کیا ہے، زندہ کو مردہ کرنے اور مٹی کے پرندوں میں پھونک مارنے کے معجزات دراصل وہ اللہ تعالیٰ ہی کے حکم اور علم سے کرتے تھے، ان اعمال میں ان کی ذاتی صلاحیت نہیں تھی۔

☆ ہمارے آقا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغمبر بننے سے ایک دن پہلے بلکہ کچھ دیر پہلے تک بھی نہیں معلوم تھا کہ آپ نبی بنائے جانے والے ہیں، اور سب سے بڑا علم آپ کو دیا جانے والا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قرآن مجید ملنے سے پہلے دعوتِ ایمان سے واقف نہیں تھے، قوم کو کس طرح راہِ راست سمجھائیں نہیں جانتے تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ یا ابوجہل دونوں میں سے کسی ایک کو ہدایت دینے کی اللہ سے درخواست اور دعا کی تھی، اگر علم غیب ہوتا تو پہلے ہی سے جان جاتے کہ کون ایمان قبول کرنے والا ہے۔

☆ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح ہونے کا پہلے سے علم ہوتا تو فرشتہ آپ کو آکر خواب میں حضرت عائشہؓ کی تصویر کیوں بتلاتا اور نکاح کرنے کو کیوں کہتا۔ حضرت عائشہؓ پر

جو جھوٹا الزام لگایا گیا تھا اس واقعۂ افک پر آپ ﷺ نے ۳۰/دن تک سچائی وحقیقت کو جاننے کا انتظار کیا، اگر آپ ﷺ کو علم غیب ہوتا تو یہ الزام جھوٹا ہے فوراً جان جاتے۔

☆ اگر آپ ﷺ کو علم غیب ہوتا تو طائف میں زخمی کیوں ہوتے؟ اور جنگ احد میں ناکامی کے بارے میں پہلے سے کیوں نہیں جانتے تھے؟ اگر آپ کو علم غیب ہوتا تو دنیا کے معاملات میں بھولنے اور کچھ بیمار رہنے کو پہلے ہی جادو کئے جانے کو کیوں نہیں جان سکے؟ خواب میں فرشتہ کے ذریعہ معلومات کے بعد کیوں جان سکے۔ اگر آپ ﷺ کو علم غیب ہوتا تو یہودی عورت کی دعوت پر اپنے صحابیؓ کے ساتھ نہ جاتے کہ وہ گوشت میں زہر دے کر قتل کرنا چاہتی ہے، پہلے ہی دعوت قبول کرنے سے انکار کردیتے۔

☆ اگر آپ ﷺ کو علم غیب ہوتا تو یہودیوں کے قلعہ میں بات کرنے نہیں جاتے کہ وہ اوپر سے چکی کا پاٹ گرا کر قتل کرنے والے ہیں، وحی کے ذریعہ معلوم ہونے کے بعد آپ وہاں سے نکل گئے۔ اگر آپ ﷺ کو علم غیب ہوتا تو مسجد ضرار جو شر کے لئے بنائی گئی تھی اور منافق آپ کو وہاں بلانا چاہتے تھے، پہلے ہی انکار کردیتے، مگر جب تبوک سے واپسی پر وحی سے معلوم ہوا تو اُسے گرادیا گیا۔

☆ صلح حدیبیہ سے پہلے غیب کا علم ہوتا کہ آپ ﷺ کو اور صحابہؓ کو اس سال عمرہ کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی' واپس ہونا پڑے گا تو آپ نہیں جاتے۔ اگر آپ ﷺ کو علم غیب ہوتا تو سورۂ کہف کے تینوں سوالات کے جوابات فوراً دے دیتے، کل بتانے کا وعدہ کیوں کرتے۔ اگر آپ ﷺ کو علم غیب ہوتا تو حضرت یوسف علیہ السلام کے واقعات پوچھنے پر بیان کردیتے، وحی کے آنے کے بعد کیوں بتلاتے۔

☆ اگر آپ ﷺ کو علم غیب ہوتا تو سنہ ۴/ہجری میں قبیلہ کلاب کے دھوکہ دینے پر آپ ۷۰/انصاری صحابہؓ جو تقریباً اصحابِ صفہ میں سے تھے اور قرآن کریم کے حافظ تھے' ان کے قبیلہ کی اصلاح وتربیت کی درخواست پر نہ بھیجتے، ان کے سردار عامر بن طفیل نے قبائل کو جمع کر کے سب کو شہید کردیا۔ (بخاری)

اسی طرح آپ ﷺ نے قبائل عضل وقارہ کے چند آدمیوں کے جھوٹی درخواست پر ۱۰ صحابہؓ کو حضرت عاصم بن ثابتؓ کی سرپرستی میں اصلاح وتربیت کی غرض سے بھیجا، اس قبیلے والوں نے درمیانِ سفر میں غداری اور بدعہدی کی اور قتل کرنا چاہا، یہ صحابہؓ اُن سے لڑتے ہوئے شہید ہوگئے، حضرت عاصمؓ کے بدن سے سر کاٹنا چاہتے تھے، انہوں نے اللہ سے پہلے کافروں کے ہاتھ نہ لگنے کی دعا کی تھی؛ زبردست بارش کی وجہ سے ان کی لاش پانی میں بہہ گئی، حضور ﷺ کو علم غیب ہوتا تو آپ صحابہؓ کو قطعی دھوکہ دینے والوں کے ساتھ نہیں بھیجتے تھے۔

ہم ان تمام باتوں کو سامنے رکھ کر ہی کہیں گے کہ رسول اللہ ﷺ غیب کی باتیں اتنی ہی جانتے تھے جتنی اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتائیں۔

سورۃ الاعراف، آیت: ۱۸۸۔ میں ارشاد باری تعالیٰ: **قُل لَّآ أَمۡلِكُ لِنَفۡسِي نَفۡعاً وَلَا ضَرّاً إِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ وَلَوۡ كُنتُ أَعۡلَمُ الۡغَيۡبَ لَاسۡتَكۡثَرۡتُ مِنَ الۡخَيۡرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوٓءُ إِنۡ أَنَا إِلَّا نَذِيرٌ وَّبَشِيرٌ لِّقَوۡمٍ يُّؤۡمِنُونَ o**

ترجمہ: آپ ﷺ فرما دیجئے کہ میں خود اپنی ذات خاص کے لئے کسی نفع کا اختیار نہیں رکھتا اور نہ کسی نقصان کا، مگر اتنا ہی جتنا اللہ نے چاہا، اور اگر میں غیب کی باتیں جانتا تو میں بہت سے منافع حاصل کر لیتا اور کوئی نقصان مجھ کو نہ پہنچتا، میں بس ایک خبردار کرنے والا اور خوشخبری سنانے والا ہوں ان لوگوں کے لئے جو میری بات مانیں۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: تم لوگ میرے پاس مقدمے لاتے ہو، اگر کسی کو چرب زبانی سے بولنا اچھا آتا ہے اور وہ ایسی بات کرے کہ فیصلہ اس کے حق میں ہوجائے تو وہ مطمئن مت ہو کہ اللہ کے رسول نے حصہ دلا دیا، وہ شخص آگ کا ٹکڑا لئے جارہا ہے۔ (بخاری)

اللہ کو علیم وخبیر نہ سمجھنے سے انسان گناہ کرنے میں بے خوف ہوجاتا ہے!

جو لوگ مخلوقات سے منتیں، مرادیں اور دعائیں کرتے ہیں اور ان کو حاجت روا اور مشکل کشا سمجھتے ہیں اور بلاؤں کو دور کرنے والا سمجھتے ہیں؛ دراصل وہ اللہ تعالیٰ کی صفت علیم کی پہچان ہی نہیں رکھتے، جب اللہ تعالیٰ دلوں میں پیدا ہونے والے خیالات اور ارادوں

سے واقف ہوتا ہے تو پھر اس سے رجوع ہونے، دعائیں مانگنے میں واسطے اور وسیلے سے جانے کا تصور رکھنا ایمان والوں کا عمل نہیں، بلکہ مشرکین کا عمل ہے، اس لئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو علیم، لطیف وبصیر اور خبیر وسمیع نہیں جانتے۔

☆ یہودؔ رسول اللہ ﷺ کی مجالس میں ذو معنیٰ الفاظ (ایسے الفاظ جس کے ایک سے زیادہ معنٰی ومفہوم ہوتے ہیں) سے گفتگو کرتے تھے، منافقین اور یہود مل کر ساز باز کر کے اسلام کے خلاف منصوبے بناتے تھے، منافقین نے اللہ تعالیٰ کو علیم وخبیر نہ سمجھ کر مسجد ضرار بنائی۔

☆ حضرت کعب بن مالکؓ، حضرت ہلال بن امیہؓ اور حضرت مرارہ بن ربیعؓ، تینوں صحابہ نے اللہ تعالیٰ کو علیم وخبیر جان کر جنگ میں نہ جانے کا جھوٹا بہانہ نہیں بنایا بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دریافت کرنے پر سچ سچ صحیح وجہ بتادی، اور آزمائش میں تکلیف بھی اٹھائی، ۵۰؍دنوں تک مسلمانوں نے ان کا بائیکاٹ کیا۔

☆ یہودؔ اللہ تعالیٰ کو علیم وخبیر نہ سمجھ کر اپنے ساتھیوں سے کہتے کہ تم تورات کی محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق پیشین گوئیاں اور آخری نبی کی نشانیوں کو کیوں مسلمانوں کے سامنے بیان کرتے ہو؟ وہ اللہ کے پاس ہماری حجت قائم کردیں گے۔

☆ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے اللہ کی ان صفات علیم وخبیر سے غافل ہو کر قتل کرنا چاہا

☆ بنونضیر اور بنوقریظہ نے جنگ احزاب میں اللہ کی ان صفات کا ادراک نہ رکھ کر مشرکینِ مکہ کے ساتھ خفیہ ساز باز کر کے مدینہ کے اندر حملہ کرنے کا معاہدہ کیا۔ جنگ تبوک کے موقع پر منافقین نے انہی صفات سے انجان ہو کر رسول اللہ ﷺ کے سامنے جھوٹی قسمیں کھا کر جھوٹ کہا اور اپنی براءت کروالی جس کا راز اللہ نے قرآن میں کھول دیا۔

☆ عمیر بن وہب جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے، اسلام کے بڑا دشمن تھے، اور صفوان بن امیہ کے دوست تھے، دونوں بدر کے مقتولین کا ذکر ایک بند کمرے میں بیٹھ کر کر رہے تھے، صفوان نے کہا کہ سرداروں کی موت کے بعد اب جینے کا مزہ نہیں، عمیر نے کہا کہ سچ

کہتے ہو، اگر مجھ پر قرض کا بوجھ نہ ہوتا اور بال بچوں کی فکر نہ ہوتی تو مدینہ جا کر محمد (ﷺ) کو قتل کر آتا، میرا بیٹا وہاں قید ہے، یہ سن کر صفوان نے عمیر کے قرض کی ذمہ داری قبول کر کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل پر تیار کیا، عمیر نے گھر آ کر تلوار کو زہر میں تیار کر کے مدینے گئے۔

مدینہ میں داخل ہوتے ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھتے ہی عمیر کو پکڑ لیا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے گئے، حضور ﷺ نے پوچھا: بتاؤ کس ارادے سے آئے ہو؟ انہوں نے کہا کہ بیٹے کو چھڑانے کے ارادے سے آیا ہوں، آپ ﷺ نے کہا یہ تلوار کیوں لٹکا رکھی ہے؟ پھر حضور ﷺ نے فرمایا: کیا تم نے اور صفوان بن امیہ نے حجرے میں بیٹھ کر بدر کے مقتولین کا رونا نہیں روتے رہے؟ اور پوری باتیں سنائی اور فرمایا: کیا میرے قتل کی سازش نہیں بنائی؟ عمیر یہ سن کر سناّٹے میں آ گئے، بے اختیار ہو کر بولے: بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں، یا رسول اللہ! آپ ہمیں جو آسمانی خبریں بتاتے تھے اور جو وحی آپ پر نازل ہوتی تھی ہم اُسے جھوٹ سمجھتے تھے، خدا کی قسم! میرے اور صفوان کے سوا اس راز کو کوئی نہیں جانتا تھا، پھر اللہ نے اپنی صفت ہادی کے ذریعہ ایمان قبول کر لینے کی ہدایت دی، کہا کہ واللہ! اب مجھے یقین ہو گیا ہے کہ اللہ کے علاوہ یہ خبر آپ کو کسی نے نہیں دی، اللہ کا شکر ادا کر کے ایمان قبول کیا، پھر حضرت عمیرؓ نے وعدہ کیا میں واپس جا کر دینِ حق کی تبلیغ کروں گا۔ (ابن ہشام)

حضرت عمیرؓ کا یہ عمل بتلاتا ہے کہ وہ پہلے اللہ تعالیٰ کو علیم وخبیر نہیں جانتے تھے، اور اللہ تعالیٰ نے راز کی گفتگو کی اطلاع وحی کے ذریعہ حضور اکرم ﷺ کو دے دی۔

☆ اسی طرح سورۂ تحریم میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک راز کی بات اپنی ایک زوجہ محترمہ کو بتایا تھا، اور تاکید کی کہ کسی سے نہ کہنا، لیکن انہوں نے شاید حضرت عائشہؓ سے جو حضور ﷺ کے بہت قریب رہتی تھیں کہہ دیا، مگر اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع دے دی، بیوی نے پوچھا کہ آپ کو کس نے بتلایا؟ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اس نے خبر دی جو سب کچھ جانتا ہے اور علیم وخبیر ہے۔

صفت علیم وخبیر پر ایمان سے تقدیر پر ایمان مضبوط ہوتا ہے

انسان ایمان لا کر جب اللہ تعالیٰ کی صفت علیم وخبیر پر کامل یقین کر لیتا ہے تو مخالفتوں، آزمائشوں، تکالیف، مصائب، پریشانیوں، ظلم وزیادتیوں، نقصانات، ناکامیوں، ناانصافیوں، بیماریوں، فسادات اور بے سروسامانی میں گھبراہٹ و بے سکونی محسوس نہیں کرتا، اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر کامل ایمان رکھتا ہے اور ناامید نہیں ہوتا اور یہ یقین رکھتا ہے کہ یہ سب اللہ تعالیٰ کی لکھی ہوئی تقدیر کے حالات ہیں، مجھے اللہ کی مرضی ومنشاء کے بغیر نہ کوئی نقصان دے سکتا ہے نہ فائدہ پہنچا سکتا ہے، کامیابی وناکامی اللہ تعالیٰ کی مرضی ومشیت سے ہوتی ہے، ایسے حالات میں تقدیر پر ایمان رکھ کر صبر اختیار کرتا ہے، گویا اللہ تعالیٰ کی صفت علیم سے اس میں صبر کی صفت پیدا ہوتی ہے۔

حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانیؒ جو تاجر تھے انہیں ان کے تجارتی سامان سے بھرے سمندری جہاز کے ڈوب جانے کی اطلاع دی گئی، تو آپ نے یہ سن کر کچھ دیر سر نیچے جھکایا اور فرمایا الحمدللہ، پھر کچھ دیر بعد لوگوں نے اطلاع دی کہ آپ کا جہاز صحیح سلامت آرہا ہے، پھر آپ نے کچھ دیر سر جھکایا اور فرمایا الحمدللہ، اس عمل پر لوگوں نے دونوں حالتوں میں الحمدللہ کہنے کی وجہ پوچھی تو فرمایا کہ میں نے دونوں حالتوں میں اپنے دل کا جائزہ لیا، پہلی خبر پر اس میں کسی قسم کی بے اطمینانی اور جذبات کا بے قابو ہونا نہیں پایا اور دوسری خبر پر خوشی سے بہک جانے کو نہ پایا اور اللہ کی تقدیر پر راضی پایا اس لئے الحمدللہ کہا۔

☆ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیلؑ کو حضرت سلیمانؑ کے پاس بھیجا اور دریافت فرمایا کہ آپ کو علم چاہیئے یا دولت یا حکومت؟ حضرت سلیمانؑ نے عرض کیا کہ مجھے علم چاہیئے، چنانچہ علم کی وجہ سے باقی دونوں چیزیں دولت اور حکومت مل گئیں۔ ☆ ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن سارے کا اعمال نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج کا حساب ہو جائے گا، مگر ہر شخص کو اس کے علم وفہم کے مطابق ہی بدلہ دیا جائے گا۔ (بیہقی) ☆ دنیا میں ایک شخص ڈاکٹر اور ایک شخص حمّال ہوتا ہے، حمّال علم وفہم نہ رکھنے کی وجہ سے سخت وزن اٹھا اٹھا کر دو چار سو روپئے کماتا ہے، لیکن ڈاکٹر اپنے علم وفہم کی وجہ سے ایک ہی دن میں ہزاروں روپئے کماتا ہے۔ ☆ حضرت ابراہیم بن ادھمؒ نے فرمایا: دعا قبول اس لئے نہیں ہوتی کہ تم قرآن کریم کو اللہ کا کلام مانتے ہو مگر اس پر عمل نہیں کرتے۔ ☆ علم ہی کی وجہ سے انسان اور جانور میں فرق پیدا ہو جاتا ہے۔ ☆ قرآن مجید کی پہلی وحی سورۃ العلق میں بھی اللہ نے انسان کو علم سکھانے کا ذکر کیا ہے۔